

کتاب نما

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خواتین، ایک سماجی مطالعہ، مولانا ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، دہلی۔ صفحات: ۲۲۰۔ قیمت مجلد: ۱۲۰ روپے بھارتی۔

۱۲ ابواب پر مشتمل یہ تاریخی اور تجزیاتی کتاب دورِ حاضر کے حرارت پیدا کرنے والے موضوع پر ایک اہم اختلافی تحریر ہے۔ ڈاکٹر صدیقی صاحب نے مختلف تاریخی آخذ کھنگال کر وہ واقعات یکجا کر دیے ہیں جنہیں صحابیات اور اُمہات المؤمنین کی معاشرے میں کسی بھی حیثیت سے موجودگی کا ذکر پایا جاتا ہے۔ کتاب کے مباحث کا خلاصہ خود مصنف کے الفاظ میں یوں ہے:

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی خواتین عصر کی باہمی زیارتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر رشتہ دار محرموں کے علاوہ دوست، احباب اور غیر محرم خواتین کے گھروں میں بھی ملاقات اور زیارت کے لیے جایا جاسکتا ہے۔ محرم رشتہ داروں کی ملاقات و زیارت پر کوئی تو قدغن ہی نہیں ہے سوائے سلام و اجازت کی شرائط و آداب کے۔ لیکن غیر محرموں کے ہاں بھی جانے آنے کی عام اجازت ہے۔ ان کے مردوں اور عورتوں کا مخلوط مجمع ہو تو کسی قسم کی قباحت نہیں ہے سوائے پردے کے۔ پردہ اور حجاب کی بحث بہت طویل ہے اور کافی دقت طلب بھی۔ اس کا یہاں موقع نہیں۔ لیکن مختصر بات یہ کی جاسکتی ہے کہ حجاب سے مراد موجودہ برقعہ یا عورت اور مرد کے درمیان ایک ستر کی دیوار کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ ستر لباس ہو اور کئی افراد ہوں تو میل ملاپ اور ملاقات و زیارت میں کوئی چیز مانع نہیں ہے جیسا کہ صحابہ کرام کے زمانے میں اور عہد نبویؐ میں طریقہ ملاقات تھا یا آج کے مسلم معاشرے میں پایا جاتا ہے۔ لیکن جو خواتین اور ان کے مرد غیروں سے میل ملاپ نہیں پسند کرتے، ان کے گھروں میں آنا جانا پسندیدہ نہیں ہے۔ اور اگر آنا جانا ہو بھی تو عورتوں سے الگ مجالس میں ہو، تاکہ کسی قسم کا غبار خاطر نہ پیدا ہو“۔ (ص ۱۹۳-۱۹۴)

مزید اسی تسلسل میں آگے یہ بات بھی فرمائی گئی ہے کہ ”شادی شدہ خواتین کے گھروں

میں اجنبیوں کی آمد و رفت صرف، ان کے شوہروں کی موجودگی اور ان کی بخوشی اجازت کے حال میں ہی صحیح اور جائز ہے۔ ان کی عدم موجودگی میں جانے کی عام ممانعت ہے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ کی زوجہ محترمہ کے بارے میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کی غیر موجودگی میں وہ متعدد صحابہ کی خاطر مدارت کر رہی تھیں کہ حضرت ابو بکرؓ آئے اور انھیں یہ ناگوار ہوا تو حضور نبی کریمؐ نے یہ اصول نافذ فرمایا کہ شوہر کی غیر موجودگی میں کوئی شخص یا اشخاص کسی شادی شدہ عورت کے گھر میں نہ جائیں، پھر یہ کہا گیا ہے کہ ”لیکن اسی کے ساتھ یہ چیز یہ بھی ہے کہ اگر کسی شوہر کو اپنی غیر حاضری میں اپنے دوستوں اور عزیزوں کے آنے جانے پر اعتراض نہیں ہے تو اس گھر میں جایا جاسکتا ہے جیسا کہ رسول اکرمؐ کی سنت اور صحابہ کرامؓ کے طریق سے معلوم ہوتا ہے۔“ (ص ۱۹۴)

کتاب کے آخری پیرا گراف میں مصنف نے اپنے تجزیے کا خلاصہ یوں خود بیان فرمایا ہے: ”سیرت و حدیث اور تاریخی واقعات بلکہ قرآنی آیات سے بھی یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ اسلامی حدود و شرعی قیود کے ساتھ مردوزن کے ارتباط اور صنفی اختلاط کی پوری اجازت تھی اور نہ صرف اجازت تھی بلکہ وہ ایک سماجی روایت بھی تھی جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی متواتر سنت کا پشتہ حاصل تھا۔ مردوزن کے اختلاط و ارتباط کا اصل اصول اور صحیح ترین طریقہ یہی طریق نبویؐ اور انداز صحابہ کرامؓ تھا، نہ کہ بعد کے خود پسند اور دقت پرست علما و فقہاء کا طریقہ اور نہ ہی جدت طراز اور اباحت پسند سماجی دانش وروں کا بے محابا اور بے سلیقہ فکرو عمل۔ دنیاوی فلاح و مسرت اور آخروی بہبود و نجات صرف سنت نبویؐ اور تعامل صحابہؓ میں ہے۔“ (ص ۲۰۵)

تبصرے میں اتنے طویل اقتباسات سخت غیر ضروری ہوتے ہیں لیکن چونکہ مصنف محترم نے بعض ایسے نکات اٹھائے ہیں جن کا ان کے اپنے الفاظ میں قارئین کی نگاہ سے گزرنا ضروری تھا اس لیے یہ جسارت کی گئی ہے۔

دور حاضر میں حریت نسواں کی مغربی چیخ و پکار اور مسلم ممالک میں پائی جانے والی آواز بازگشت میں بالعموم قرآن و سنت اور تعامل صحابہ کو الزام دیتے ہوئے یہ بات کہی جاتی رہی ہے کہ اب قرآن و حدیث کو بدلے بغیر ترقی کا عمل آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اس لیے امت مسلمہ کی فلاح اور نجات و ترقی اسی میں ہے کہ اسلامی مصادر کو نظر انداز کرتے ہوئے دور حاضر کی ’روشن خیالی‘ یا

خیالی روشنی کو رہنما بنایا جائے اور مسلم معاشروں میں پائی جانے والی روایات کو خصوصاً نام نہاد مشرقی روایت ہی کو بطور مباح، جائز اور قابل قبول طرز عمل کے اختیار کرنا اسلامی روح کے مطابق درست ہے۔ چنانچہ پاکستان اور ہندستان میں جو مشرقی لباس یا سماجی رسومات پائی جاتی ہیں انھیں norms یا قدر کا درجہ دے کر مشرقی ثقافت کے نام پر مخلوط مشاعروں کی محفلیں یا شام موسیقی کے 'روح پرور' مخلوط اجتماعات کے انعقاد کو تہذیب یافتہ ہونے اور معاشرے کے سرگرم فرد ہونے کی پہچان بنا لیا گیا ہے۔

حوالہ جات سے بھرپور یہ کتاب ایک قدم آگے بڑھ کر ایک عام قاری کو یہ تاثر دیتی ہے کہ مخلوط محفلیں اور غیر محرم افراد کا زیارات اور اختلاط نہ صرف دھلوی اور لکھنوی ثقافت کے معیار سے بلکہ سنت اور تعامل صحابہ کے عین مطابق اور مطلوب و مقصود طرز عمل ہونے کی بنا پر دنیا و آخرت میں اجر عظیم کا باعث بھی ہے۔

بعض اوقات ارادے اور نیت کے بغیر تاریخی حقائق کا جزوی اظہار معصومیت کے ساتھ ایک قاری کو مختلف وادیوں میں بھڑکانے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ صدیقی صاحب جیسے ماہر تاریخ و اسلامیات سے یہ بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی کہ تاریخ کے ایک واقعے کو اُس کے سیاق و سباق اور دیگر متعلقہ نصوص سے علیحدہ کر کے جو نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں، وہ عموماً معروضی نہیں ہوتے۔

۱۹۹۰ء میں مصر کے ایک معروف عالم استاذ عبدالحلیم ابوشقہ (م: ۱۹۹۵ء) کی کتاب تحریر

المرأة فی عصر الرسالہ: دراسة جامعة نصوص القرآن الکریم و صحیحین البخاری و مسلم۔ کویت کے دارالقلم للنشر و لتوزیع سے تین جلدوں میں طبع ہوئی۔ ۱۹۹۱ء میں اس کی چوتھی جلد طبع ہوئی (یہ چاروں جلدیں میرے کتب خانے میں موجود ہیں)۔ بعد میں دو جلدیں مزید طبع ہوئیں اور اگر یہ کہا جائے کہ مصنف مرحوم نے قرآن اور حدیث کے نصوص کو بڑی حد تک خواتین کے حوالے سے ایک مقام پر جمع کر کے طالبان علم پر ایک بڑا احسان کیا تو بے جا نہ ہوگا۔ اس کتاب پر شیخ محمد الغزالی مرحوم اور ڈاکٹر شیخ یوسف القرضاوی نے پیش لفظ تحریر کیے۔ استاذ قرضاوی کا پیش لفظ ۱۹ صفحات پر مبنی خود ایک علمی تحریر ہے۔

ڈاکٹر صدیقی صاحب نے جن جن احادیث کا حوالہ اپنی کتاب میں دیا ہے، وہ سب اس

عالمانہ کتاب میں اپنی مکمل شکل میں موجود ہیں۔ لیکن صدیقی صاحب کے کتابیات کے حوالے میں کہیں بھی اس کتاب کا حوالہ نہیں آنے پایا، گو صدیقی صاحب سے زیادہ شیخ عبدالجلیم نے اسلام میں عورت کے حقوق اور معاشرے میں کردار پر روشنی ڈالی ہے۔ دوسری جلد میں اجتماعی زندگی میں حضرت نوحؑ سے بنی اسرائیل تک تاریخی طور پر انبیاء کرام کا اسوہ اور پھر الفصل الرابع میں نساء النبی کا قبل فرضیت حجاب اور بعد فرضیت حجاب مفصل بیان ہے۔ فصل الخامس میں عصر الرسالۃ میں صحابیات کے طرز عمل کا تذکرہ ہے۔ بعد کی فصلوں میں عصری حوالے سے بشمول سیاسی سرگرمیوں کے بحث ہے۔

طوالت سے بچتے ہوئے اگر شیخ عبدالجلیم کے موقف کو بیان کیا جائے تو اعتدال کو برقرار رکھتے ہوئے وہ خواتین کو گھر کے باہر ضرورت، حاجت اور تحسین کے علی الرغم سرگرم عمل ہونے کا حق دینے کے حامی ہیں لیکن ان کی تحریر سے وہ تاثر نہیں بنتا جو آغاز میں دیے گئے ڈاکٹر صدیقی صاحب کے اقتباسات سے بنتا ہے۔ وہ واضح طور پر یہ بتاتے ہیں کہ دور رسالت میں صحابیات کا معاشرے میں بہت سے کاموں میں حصہ لینا نہ غیر ضروری ملاقات و میل جول کہا جاسکتا ہے اور نہ مکمل طور پر دیوار کھینچ کر الگ کر دینا۔ لیکن قرآن و سنت کے واضح احکامات کے بعد جن میں ایک شادی شدہ خاتون کو شوہر کی موجودگی کے بغیر کسی غیر محرم کے ساتھ چاہے وہ ایک ہو یا زائد ہوں، تنہائی اختیار کرنے کی ممانعت کے بعد یہ تاثر دینا کہ آج جس طرح مخلوط مجالس منعقد کی جاتی ہیں یہ مقتضائے سنت و قرآن ہیں۔ کتنی نیک نیتی اور معصومیت کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو، اگر انحراف اور پریشان فکری نہیں تو ایک انفرادی فکری تجدید ضرور ہے۔

اگر مروجہ پاکستانی لباس اور دوستوں کا غیر محرم ہونے کے باوجود ایک منکوحہ کے شوہر کی رضامندی سے گھر میں آنا جانا اور ان دوستوں کی ضیافت کرنا ہی 'سنت' ہے تو پھر قرآن و سنت کو محرم و غیر محرم کی تقسیم کی ضرورت ہی کیا تھی۔ آثار و احادیث کو شارع علیہ السلام اور قرآن کریم کے مقصد و مدعا، مقاصد شریعہ اور ان کے سبب نزول سے الگ کر کے نتائج کی طرف رہنمائی کرنا اور بظاہر بہت احترام سے یہ کہنا، "مثلاً غزوہٗ احد میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شرکت، رفاہی خدمت اور مسلم مجاہدات کے مادرانہ جہاد کو یہ کہہ کر دوسرا رنگ دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ وہ حجاب کے

احکام سے پہلے کا واقعہ ہے۔ لیکن ایسے مجاہد مفکرین و علما نے بعد کے غزوات میں خواتین اسلام کے مسلسل و متواتر شرکت کے واقعات میں حجاب سے قبل و بعد کا سوال نہیں اٹھایا کیونکہ احکام حجاب کے بعد تو ان کی شرکت کی کثرت ہو گئی تھی اور تو اترا بھی بڑھ گیا تھا۔ غزوات خیبر، عمرہ القضاء، فتح مکہ، حنین، اوطاس اور طائف کے غزوات میں صحابیات کی تعداد زیادہ اور شمولیت متواتر نظر آتی ہے، بلکہ وہ غزوات کا ایک ضروری حصہ نظر آتا ہے۔ (ص ۱۹۶)

تاریخی واقعات کی تعبیر کا حق ہر صاحب علم کو ہے لیکن آخری جملہ تاثر یہ دیتا ہے کہ اگر آج سنت مطہرہ کی پیروی کرنی ہے تو اسلامی فوج ظفر موج میں ایک بڑی تعداد مسلم مجاہدات کی شامل کیے بغیر دین کی تکمیل نہیں ہو سکے گی۔ کتاب کا اصل مسئلہ ایسے الفاظ کا انتخاب اور نتائج کا اخذ کر لینا ہے جو قرآن و سنت کے ظاہر معنی و مقصد سے مطابقت نہیں رکھتے۔

مرد و زن کا 'میل ملاپ'، 'زیارت'، 'صنفاً اختلاطاً' یا 'مرد و زن کے اختلاط و ارتباط' کی اصطلاحات معنی سے لبریز اصطلاحات ہیں اور ان کا معصومیت کے ساتھ صحابیات اور اُمہات المسلمین کے حوالے سے استعمال سیرت و تاریخ کے کسی بھی طالب علم کے لیے قلبی اذیت کا باعث اور ادب و احترام کے منافی ہے۔

مفکر و فقیہ عصر سید ابوالاعلیٰ مودودی نے بھی خواتین کی عسکری تربیت کو تسلیم کیا ہے لیکن دیل کے ساتھ کہ ہر مسلمان عورت اپنی جان، مال اور آبرو کی حفاظت کرنے پر قادر ہو، اسے اسلحے کا استعمال آتا ہو، تیرنا، سواری کرنا اور نہ صرف اپنا دفاع بلکہ جنگ میں مردوں کا ہاتھ بھی بٹا سکے۔ لیکن اسلامی حدود میں، یعنی بغیر اختلاط کے (ترجمان القرآن، ج ۳۱، عدد ۳، جولائی ۱۹۲۸ء، ص ۲۶-۲۹)، جب کہ مذکورہ کتاب میں ہر صفحے پر زیارت، ارتباط و اختلاط پر اس انداز سے بات کی گئی ہے جیسے اسلام مخلوط مجلسوں کے بغیر نامکمل رہے گا۔ یہ تحریر نام نہاد روشن خیال ٹی وی کے ایسے 'علماء' کو جن کی اصل مصادر شریعہ تک پہنچ نہ ہو، وہ مواد فراہم کر سکتی ہے جو انہیں عرصے سے مطلوب تھا۔ سیاق و سباق کو اس کی اصل شکل میں پیش کیے بغیر منتخب تاریخی حوالے نقل کر دینا بعض اوقات فتنے کا باعث بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فکر و عمل کی ہر لغزش سے محفوظ رکھے۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

حضورِ بحیثیت سپہ سالار، محمد فتح اللہ گلن - مترجم: پروفیسر خالد ندیم۔ ناشر: بیت الحکمت، لاہور۔ پتا: کتاب سرائے، اردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۱۶۰، قیمت: ۱۰۰ روپے۔

زیر تبصرہ کتاب ترکی کے معروف دانش ور اور مفکر محمد فتح اللہ گلن کی تصنیف Prophet

Muhammad as Commander کا ترجمہ ہے۔ کتاب میں غزوات و سرائیا کے حوالے سے آپ کی حکمت و تدابیر کا تذکرہ ہے اور پیغمبرانہ بصیرت کے ایسے ایسے گوشوں کی نقاب کشائی کی گئی ہے، جنہیں پڑھتے ہوئے انسان پکار اٹھتا ہے کہ محمد یقیناً اللہ کے رسول ہیں، کیوں کہ عام انسانی ذہن کی رسائی ان حکیمانہ تدابیر تک ممکن نہیں تھی۔ آپ نے اپنے پیروکاروں کو جہاد اور اس کے اعلیٰ مقاصد سے متعارف کرایا، جس کے ذریعے فتنوں کی سرکوبی اور مظلوموں کی اعانت میں مدد ملی۔ انسانی تاریخ میں آپ ایک عظیم سپہ سالار کی حیثیت سے سامنے آتے ہیں۔

مترجم نے اپنے قلم کو صرف ترجمے تک ہی محدود نہیں رکھا ہے بلکہ بقول خود: انگریزی متن سے اردو ترجمے تک پہنچنے کے لیے قلب و روح کا راستہ اختیار کیا ہے۔ انگریزی تصنیف میں آیات و احادیث کا صرف ترجمہ دیا گیا ہے۔ مترجم نے آیات کا عربی متن شامل کر کے کتاب کی قدر و قیمت میں اضافہ کر دیا ہے۔ اردو ترجمے کے لیے آیات و احادیث کے متن، کتب سیرت سے واقعات کی تصدیق اور حواشی کی ترتیب نو نے اس کتاب کو حوالے کی کتاب بنا دیا ہے۔ ترجمے کی زبان عام فہم ہونے کے باوجود ادبی چاشنی کی حامل ہے۔ آیات قرآنی کا ترجمہ مولانا فتح محمد جالندھری کا ہے، جب کہ احادیث کا رواں ترجمہ مترجم نے خود کیا ہے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ قرآن پاک کے ترجمے کو بھی زیادہ رواں اور عصر حاضر کی لسانی ضرورتوں اور تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جاتا۔ (پروفیسر محمد حسن کلیم)

Man And Destiny [انسان اور تقدیر]، عبدالرشید صدیقی، ناشر: دی اسلامک فاؤنڈیشن،

مارک فیلڈ کانفرنس سنٹر، مارک فیلڈ، برطانیہ۔ ملنے کا پتا: منشورات، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور ۵۴۷۹۰۔ صفحات: ۲۵+۱۲۳۔ قیمت: درج نہیں۔

عبدالرشید صدیقی بمبئی سے معاشیات، سیاسیات اور قانون کی ڈگریاں حاصل کرنے کے

بعد ۱۹۶۶ء سے ۱۹۹۷ء تک انفارمیشن لائبریرین کی حیثیت سے برطانیہ میں خدمات سرانجام دیتے

رہے۔ سورہ فاتحہ اور سورہ آل عمران پر تفسیری کام کے علاوہ اپنے خطبات جمعہ کو *Lift up Your Hearts* کے نام سے، اور اپنے شعری مجموعے کو نوالے بے نوا کے نام سے مرتب کر کے شائع کر چکے ہیں، نیز *Key to the Glorious Qur'an: Understanding the Basic Concepts* زیر طبع ہے۔

اقبالیاتی تنقید کو پڑھتے ہوئے خیال آتا ہے کہ اس موضوع پر کام کرنے کے نئے مواقع ختم ہونے والے ہیں۔ پیش نظر کتاب میں بھی اگرچہ کسی نئے موضوع کو نہیں چھیڑا گیا، پھر بھی یہ کتاب اپنا جواز مہیا کرتی ہے۔ مصنف کا خیال ہے کہ عالم اسلام بالخصوص مغرب میں آباد اہل اسلام اقبال کے افکار و نظریات سے کچھ زیادہ شناسا نہیں ہیں۔ نوجوانوں میں سے کچھ نے ان کا نام سنا ہوگا یا بچوں کے لیے ان کی چند ایک نظمیں پڑھی ہوں گی۔ مصنف نے ایسے ہی نوجوانوں کو اقبال کے تصورات خودی و انسانِ کامل سے آگاہ کرنے کا عزم کیا ہے۔

ابتدا میں پروفیسر خورشید احمد کا پُر مغز دیباچہ شامل ہے جو نہایت عمدگی سے اقبال کی فکر اور کارنامے کا احاطہ کرتا ہے۔ اس کے بعد مصنف نے اسلامی ریاست، فکرِ اقبال کا ارتقاء، خدا، انسان اور کائنات، زمان و مکاں، موت اور بقا، رُوح، فرد اور سماج، سیاسی افکار، تصورِ خودی، انسانِ کامل وغیرہ پر اجمالی گفتگو کی ہے، لیکن یہ اجمال جامعیت کا حامل ہے، جس سے ان موضوعات پر مزید مطالعے کی تشویق ہوتی ہے۔ اقبال کے فکر و فلسفے کے تمہیدی باب کے بعد دوسرے باب میں مردِ کامل پر بحث کی گئی ہے۔ ضمنی مباحث میں خودی کی تعریف، خودی: ایک مابعد الطبیعیاتی تصور، انسانی زندگی میں خودی کا کردار [ساقی نامہ]، اُمتِ مسلمہ کے لیے خودی کی اہمیت [رموزِ بے خودی]، انسانی خودی، آزادی و بقا، فرد اور جاوید نامہ جیسے موضوعات پر تفصیلی بحث کی ہے، جب کہ اقبال کے تصورِ انسانِ کامل میں انسانِ کامل کی تلاش، اقبال کا مردِ مومن، اُمتِ مسلمہ کے لیے پیغام، ایمان و کفر میں امتیاز، شاہین کا استعارہ، اقبال کا مردِ کامل اور نیٹے کے سپر مین پر جامع گفتگو کی ہے۔

ضمیموں میں اقبال کے تصورِ خودی اور نیٹے کے تصورات پر بحث اور ساقی نامہ کا ترجمہ شامل ہے۔ بعد ازاں حیاتِ نامہ اقبال، بعض الفاظ و اصطلاحات کے مترادفات، حوالے، حواشی اور اشاریہ شامل ہیں۔ ان سے کتاب کی معنویت میں اضافہ ہو گیا ہے۔

یہ کتاب انگریزی دان یورپی مسلمانوں کے لیے اقبال کے تصورات و افکار کی تفہیم میں مدد و معاون ثابت ہوگی۔ زبان و بیان خوب صورت ہے، انگریزی روپ بھی دیا ہے۔ توقع ہے کہ بقول ناشر: خوب صورت اسلوب کی حامل یہ کتاب نوجوان مسلمانوں کو دین اسلام کی روح اور پیغام کو بہتر انداز میں سمجھنے کے قابل بنا دے گی۔ (ڈاکٹر خالد ندیم)

یاد نامہ سید اسعد گیلانی، مرتبہ: ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی۔ ناشر: ادارہ معارف اسلامی، منصورہ، لاہور۔ صفحات: ۳۹۸۔ قیمت: ۲۰۰ روپے۔

زندگی اللہ تعالیٰ کا بڑا قیمتی عطیہ ہے، مگر اس عطیے کو اللہ کی خوشنودی کے لیے کھپا دینے والے خوش نصیب خال خال ہیں۔ اس عطیے کا احساس کرنے اور اس احساس کی دولت کو بانٹنے والے قابل قدر انسانوں میں ایک اہم نام جناب سید اسعد گیلانی کا بھی ہے۔

اسعد گیلانی ۲۰ ویں صدی کے وسط میں تحریک اسلامی کے ہم قدم بننے والے عظیم انسان تھے۔ ان کے جذب دروں کی حرارت کو اس کتاب کے مطالعے سے ۲۱ ویں صدی کا قاری بخوبی محسوس کر سکتا ہے۔ ان مضامین کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ احساس ہوتا ہے کہ جیسے ہماری زندگی رائیگاں جا رہی ہے۔ پھر یہ جذبہ حاوی ہونا شروع ہوتا ہے کہ مقصدیت اور ایمان سے بھر پور زندگی ہی اس احساس زیاں کا مداوا کرنے کا واحد ذریعہ ہے، اور وہ مقصد رضائے الہی کا حصول اور شہادتِ حق کے منصب پر استقامت سے کھڑے ہونا ہے۔

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے سید اسعد گیلانی کی داعیانہ، مربیانہ، دانش ورانہ، صحافیانہ اور ادیبانہ زندگی کو ایک خوب صورت تنوع کے ساتھ اس کتاب میں جمع کر کے رہروانِ شوق کے لیے فکر و عمل کا قابل لحاظ سرمایہ جمع کر دیا ہے۔ اس زمانے میں، جب کہ فوٹو اسٹیٹ اور تیز رفتار کمپوزنگ کی مدد سے غیر معیاری کتابوں کا انبار بڑھتا اور معیار گرتا جا رہا ہے، بہت کم کتابوں سے علمی ذوق کی تسکین ہوتی ہے۔ جناب اسعد گیلانی کی حیات و خدمات اور یادوں کے چراغ مختلف احباب کی تحریروں نے روشن کیے، لیکن مرتب نے انھیں مہارت اور سلیقے سے اس گلدستے میں پیش کیا ہے۔ کاش! مستقبل قریب میں جناب جسٹس (ر) ملک غلام علی کی زندگی پر بھی اسی طرح سلیقے

سے مرتب شدہ کوئی کتاب نظر نواز ہو۔ (سلیم منصور خالد)

Issues - Non Issues، سید فیاض الدین احمد۔ ناشر: انٹرمیڈیا کمیونٹی کیشنز،

بی-۱۳۸، بلاک ڈی، ناتھ ناظم آباد، کراچی۔ صفحات: ۲۱۲۔ قیمت: ۳۵۰ روپے/۶ امریکی ڈالر۔

سید فیاض الدین احمد، ترک وطن کر کے برطانیہ میں جا مقیم ہوئے۔ عالمی پیمانے پر عمومی اور پاکستان میں ہونے والے واقعات پر خصوصی طور پر انہوں نے جو کچھ محسوس کیا، اُسے ضبط تحریر میں لے آئے۔ زیر تبصرہ کتاب اُن مضامین، خطوط بنام ایڈیٹر اور مراسلوں کا مجموعہ ہے جو گذشتہ ۱۵ برسوں میں انہوں نے تحریر کیے اور مختلف قومی و عالمی اخبارات و رسائل میں شائع ہوئے۔ ان سب کی مشترکہ خوبی ان کا اختصار ہے۔ ۶۰ سے زائد تبصروں، خطوط اور مضامین کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں اسلام کا عالمی نقطہ نظر، دوسرے حصے میں برطانیہ میں مسلمان، اور تیسرے حصے میں امور پاکستان کے حوالے سے مختصر تحریریں شامل اشاعت ہیں۔

مصنف اس کاوش سے یہ پیغام دینا چاہتا ہے کہ اہل پاکستان اگر اپنی ذمہ داریوں کو درست طریقے سے سنبھال لیں، اپنے داخلی نظام کو مستحکم بنیادوں پر استوار کر لیں اور اقوام عالم میں اصول پرست مملکت کی شناخت قائم کر لیں تو پاکستان نہ صرف داخلی طور پر مستحکم ہو سکتا ہے، بلکہ عالم گیر سیاست میں بھی اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

کتاب کا دوسرا حصہ خاص طور پر دل چسپی کا حامل ہے کیونکہ اس میں برطانیہ میں مقیم مسلمانوں کو درپیش مسائل، اُن کے خلاف کی جانے والی سازشیں اور ذرائع ابلاغ کی ہم اور اُن کے اندر موجود خامیوں کا دل چسپ لیکن جامع پیرایے میں ذکر کیا گیا ہے۔ (محمد ایوب منیر)

شاہ ولی اللہ کا قافلہ، ظہور الدین بٹ۔ ناشر: ادارہ ادب اطفال، رحمن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ،

اُردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۱۶۰۔ قیمت: ۱۲۰ روپے۔

بر عظیم پاک و ہند میں اسلامی جمہوری فلاحی ریاست کے قیام کے لیے ۲۰۰ سالہ طویل

جدوجہد جہاں تاریخی اہمیت رکھتی ہے، وہاں احیائے اسلام کی جدوجہد کے لیے درخشاں باب اور

بہت سے عملی سبق کی حامل ہے۔ زیر نظر کتاب میں مصنف نے شاہ ولی اللہ سے لے کر شیخ الہند مولانا محمود حسن کی وفات (۱۹۲۰ء) تک کی اقامتِ دین کی جدوجہد کو جامعیت اور اختصار کے ساتھ باہم مربوط کیا ہے۔ اندازِ بیان سادہ، دل چسپ، معلومات سے بھرپور اور رواں دواں ہے۔ شاہ ولی اللہ (۱۷۰۳ء-۱۷۶۳ء) کی علمی، سیاسی جدوجہد، ان کے خلف الرشید شاہ عبدالعزیز کی کاوشوں، سید احمد شہید، مولانا شاہ اسماعیل شہید کی تحریکِ جہاد، ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے محرکات اور ناکامی کے اسباب، تحریکِ ریشمی رومال اور شیخ الہند کی عظیم جدوجہد کا تذکرہ اس میں شامل ہے۔

زیر نظر کتاب نوجوان نسل میں دین سے وابستگی اور اسلامی ریاست کے قیام کے لیے جدوجہد کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ (حمید اللہ خٹک)

تعارف کتب

⑥ *The Holy Quran is Infallible*، [قرآن، خامیوں سے پاک کتاب]، سید عقیل احمد انور۔ ناشر: تلگو اسلامک پبلی کیشنز، ٹرسٹ سندیشیا بھوانم، لکھنؤ، چٹا بازار، حیدرآباد-۵۰۰۰۰۲، آندھرا پردیش بھارت۔ صفحات: ۲۲۲۔ قیمت: ۱۵۰ بھارتی روپے۔ [عبداللہ عبدالقادی کی کتاب *Is The Quran Infallible?* میں قرآن کے کلام اللہ ہونے پر اٹھائے گئے اعتراضات کا یہ مدلل جواب ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ اعتراضات بے بنیاد ہیں۔ عیسائیوں سے مکالمہ اور دعوت و تبلیغ کے لیے ایک مفید کتاب۔]

⑦ حجاب، قرآن و حدیث کی روشنی میں، مولانا کریم بخش۔ ناشر: دارالکتب، کتاب مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور۔ فون: ۲۳۵۰۹۳۔ صفحات: ۱۲۰۔ قیمت: ۸۰ روپے۔ [جدیدیت کے علم بردار جہاں اسلام پر اور بہت سے اعتراضات اٹھاتے ہیں، ان میں ایک موضوع عورت اور پردہ بھی ہے۔ زیر نظر کتاب پردہ پر اٹھائے جانے والے اعتراضات کا مدلل جواب، پردے کی حکمت و احکامات اور اہم فقہی مباحث کا جامع تذکرہ ہے۔ قرآن، حدیث اور فقہ کو بنیاد بنایا گیا ہے، نیز مستند مفسرین کی تفاسیر سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔]